بسم اللہ الرحمن الرحیم

المغنی (فقہ حنبلی) ـــــــ المغنی والشرح الکبیر جلد دوم

فصلوں اور پھلوں کی زکوٰۃ کا بیان

زکوٰۃ کی اصل کتاب اور سنت ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا
یا ایها الذین آمنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم ومما اخرجنا
لکم من الارض ولا تیمموا الخبیث منه تنفقون (بقرہ ۲۶۷)
اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی اور جو کچھ ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے اس
میں سے (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرو۔

زکوٰۃ کو نفقہ بھی کہا جاتا ہے اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔ والذین
یکنزون الذهب والفضة ولا ینفقونها فی سبیل الله (توبہ ۳۴)
جو لوگ سونا اور چاندی کو خزانہ کر کے رکھتے ہیں اور اسے اللہ کے رستہ میں
خرچ نہیں کرتے ....) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وآتوا حقه یوم حصاده۔
(الانعام: ۱۴۱) کھیتی کا حق اس کے کاٹے جانے کے روز ادا کرو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس آیت میں "حق" سے مراد فرض زکوٰۃ (عشر) ہے
اور ایک مقام پر فرمایا، اس سے مراد عشر اور نصف عشر ہے۔

سنت میں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول اصل ہے: لیس فیما
دون خمسة اوسق صدقة۔ متفق علیه۔ (پانچ وسق سے کم میں صدقہ (عشر)

نہیں ہے)

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس زمین کو بارش کا پانی یا چشموں کا پانی سیراب کرے اور وہ بارانی ہو اس میں عشر و اور جس زمین کو ڈولوں کے ذریعہ پانی دیا جائے اس میں نصف عشر ہے۔ اس حدیث کو بخاری، ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کیا ہے۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: دریاؤں اور بادلوں سے سیراب ہونے والی زمینوں میں عشر اور کنوؤں سے سینچی جانے والی زمینوں میں نصف عشر ہے۔ اس روایت کو مسلم اور ابوداؤد نے نقل کیا ہے۔ ابن المنذر اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ گندم، جو، کھجور اور خشک انگوروں میں عشر واجب ہے۔

مسئلہ: ابوالقاسمؒ نے کہا: جو کچھ زمین سے اللہ تعالیٰ پیدا فرمائے اور وہ چیز خشک ہو سکے۔ اس کو دیر تک باقی رکھا جا سکتا ہو اور اس کا وزن بھی کیا جا سکتا ہو۔ اس کی مقدار جب پانچ وسق یا اس سے زیادہ کو پہنچ جائے، تو اس میں دسواں حصہ ہے جبکہ اس زمین کی سینچائی بارش یا سیلاب سے ہوئی ہو اور اگر اس کی سینچائی ڈول سے یا کنویں سے یا کسی ایسے طریقے سے ہوئی ہو جس میں مشقت اٹھانا پڑتی ہے تو اس میں بیسواں حصہ ہے۔ یہ مسئلہ چند احکام پر مشتمل ہے۔ ان احکام میں سے یہ ہے کہ زکاۃ ان اشیاء پر واجب ہو گی جن کو آدمی اپنی زمین میں اگائے۔ وہ پھل ہوں یا غلات۔ اور ان میں تین صفات پائی جاتی ہوں۔

۱۔ ماپے جا سکتے ہوں۔

۲ ۔ دیر تک باقی رکھے جا سکتے ہوں ۔
۳ ۔ خشک کئے جا سکتے ہوں ۔

چاہے وہ غذائی اجناس ہوں ۔ مثلاً گندم ۔ جَو سفید ۔ جَو سیاہ ۔ چاول مکئی ۔ باجرہ ۔ یا دوسری اجناس جیسے پھلی دار فصلیں مثلاً لوبیا ۔ مسور ۔ ماش چنا ۔ یا دیگر بیج مثلاً زیرہ سفید یا زیرہ سیاہ ۔ یا وہ بیج جو پھلوں کے اندر ہوتے ہیں ۔ مثلاً السی ۔ ککڑی ۔ املتاس یا سبزیوں کے بیج ۔ مثلاً مولی گاجر وغیرہ اور تمام غلات جو ان صفات پر پورے اترتے ہوں ۔ نیز وہ پھل بھی جن میں یہ اوصاف موجود ہوں ان پر بھی زکاۃ واجب ہے ، مثلاً ۔ کھجور ۔ خشک انگور خشک زرد آلو ۔ بادام ۔ پستہ ۔ وغیرہ ۔ لیکن کچھ پھل ایسے بھی ہیں جنہیں زکوٰۃ نہیں ہے مثلاً آڑو ۔ شفتالو ۔ آلو بخارا ۔ امرود ۔ سیب ۔ انجیر ۔ اخروٹ وغیرہ ایسے ہی کچھ سبزیوں پر بھی نہیں ہے ۔ جیسے ککڑی ۔ بیگن ۔ شلجم ۔ گاجر وغیرہ ("عطا کا ایک قول ہے کہ سبزیوں کے دانوں یعنی بیجوں میں بھی زکوٰۃ نہیں ہے) (عطا کا ایک اور قول ہے کہ تمام غلات میں زکوٰۃ ہے")

امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے کہ زمینی پیداوار کا پھل اگر دائمی نہ ہو اور وہ پانچ وسق سے کم ہو تو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے ۔

ابو عبداللہ ابن حامد کا قول ہے کہ بیجوں اور سبزیوں کے دانوں میں زکوٰۃ نہیں ہے اور شاید ان تمام چیزوں میں زکوٰۃ نہ ہو جو کھانے کے کام نہ آتی ہوں یا غذا کے لوازمات میں شامل نہ ہوں کیونکہ ان کے علاوہ باقی اشیاء میں نص موجود نہیں ہے ۔ اور نص نہ ہونے کی وجہ سے اصل نفی باقی رہتی ہے ۔

حضرت امام مالکؒ اور شافعیؒ فرماتے ہیں ۔ پھلوں میں سوائے کھجور اور

انگور کے زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور دالوں میں سوائے ان کے جن کو غذائی طور پر اختیار کر لیا گیا ہو زکوٰۃ نہیں مگر زیتون میں اختلاف ہے۔ اور احمد سے روایت ہے کہ سوائے گندم، جو، کھجور اور انگور کے زکوٰۃ نہیں ہے اور یہی قول ابن عمرؓ موسیٰ بن طلحۃ۔ حسن ابن سیرین۔ الشعبی حسن بن صالح۔ ابن ابی لیلیٰ۔ ابن المبارک ابی عبید۔ سے بھی مروی ہے۔ اور انہوں نے سیاہ جَو کو بھی شامل کیا ہے۔ ابراہیم نے ان حضرات کے قول کی تائید کی ہے اور مکئی کو ساتھ بڑھایا ہے۔ ابن عباسؓ نے ان پر زیتون کو زیادہ کیا ہے۔ کیونکہ ان کے علاوہ اشیا میں نہ تو کوئی نص ہے اور نہ ہی اجماع ہے اور وہ اشیاء جو منصوص علیہ اور مجمع علیہ کی تعریف میں نہیں ان میں اصل باقی رہتی ہے یعنی ان پر زکوٰۃ نہ ہوگی۔

عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گندم جو۔ کھجور اور انگور میں زکاۃ جاری فرمائی۔ ایک روایت میں انہوں نے اپنے والد، انھوں نے اپنے دادا سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ کھجور انگور گندم اور جَو میں عشر ہے۔ حضرت بردۃ نے ابو موسیٰ اور معاذ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو یمن بھیجا کہ وہ لوگوں کو ان کے دین کے متعلق بتائیں۔ اور آپؐ نے ان کو حکم دیا کہ سوائے ان چار یعنی گندم۔ جَو۔ کھجور۔ انگور کے کسی اور میں سے صدقہ نہ لیں یہ روایات دارقطنی کی ہیں۔ کیونکہ ان چار کے علاوہ دیگر اشیاء میں نہ تو کوئی نص ہے اور نہ ہی اجماع اور نہ ہی وہ معنیً غذائی اجناس ہیں اور نہ ہی کثرت نفع کے اعتبار سے ان کے برابر ہیں اور نہ ہی پیداواری بہتات کی حامل ہیں لہٰذا

اُن پر اِن کو قیاس کرنا صحیح نہیں ہے اور نہ ہی اِن کو اُن سے ملانا درست ہے اور وہ اپنی اصل پر باقی رہیں گی (یعنی نفی پر) امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں۔ درختوں سرکنڈوں اور گھاس پھونس کے سوا وہ زراعت جس سے زمین کی پیداوار کی صلاحیت بڑھتی ہو پر عشر ہے کیونکہ حضورؐ کا فرمان ہے (فیما سقت السماء العشر) جس کو بارش نے سینچا اس میں عشر ہے۔ اور یہ حکم عام ہے کیونکہ زراعت سے مقصود زمین کی اصلاح ہے۔ اور یہ غلہ سے مشابہ ہے۔

خرقی کے نزدیک حدیث فیما سقت السماء العشر۔ (جو بارش سے سینچی جائے اس میں عشر ہے) کا عموم اور آپؐ کا وہ ارشاد جس میں آپؐ نے حضرت معاذؓ کو فرمایا کہ دانوں میں سے دانے لو۔ اس بات کا متقاضی ہے کہ تمام ان چیزوں پر زکاۃ ہو جن کو یہ پانی پہنچے۔ لیکن آپؐ کے اس ارشاد کے بموجب جو نسائی اور مسلم نے روایت کیا ہے کہ غلے اور اثمار میں پانچ وسق سے کم پر صدقہ نہیں ہے وہ اشیاء جو ماپی نہیں جاسکتیں اس عموم سے خارج ہو جائیں گی گویا یہ حدیث غیر مکیلی اشیاء میں صدقہ کی نفی پر دلالت کرتی ہے۔ اور جو مکیلی یعنی ماپی جانے والی اشیاء ہیں ان پر اس عموم کے اعتبار سے زکاۃ واجب ہوگی۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سبزیوں میں صدقہ نہیں ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا زمین سے جو سبزیاں پیدا ہوں ان میں کوئی صدقہ نہیں ہے موسیٰ بن طلحہ نے اپنے والد، انہوں نے حضرت انسؓ، اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔ دارقطنی اور ترمذی نے اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت معاذ نے نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم سے سبزیوں کے بارے میں لکھ کر دریافت فرمایا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ان پر صدقہ نہیں ہے۔ اس روایت کا ایک راوی حسن بن عمارہ ہے جو ضعیف ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ روایت موسیٰ بن طلحہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً روایت کی ہے۔ اور موسیٰ بن طلحہ نے کہا ہے کہ آثار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہے کہ پانچ چیزوں میں عشر ہے۔ جو سفید، گندم، جو سیاہ۔ انگور۔ کھجور۔ اور اس کے علاوہ جو کچھ زمین سے پیدا ہوتا ہے اس میں عشر نہیں ہے اور موسیٰ بن طلحہ نے کہا ہے کہ معاذ سبزیوں میں صدقہ وصول نہیں کرتے تھے۔

اثرم سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے عامل نے ان باغات کے بارے میں لکھ کر دریافت کیا جن میں گوندانار اور فرسک وغیرہ کے درخت تھے مگر انگور ان میں کئی گنا تھے۔ حضرت عمرؓ نے جواب میں لکھا کہ وہ مختلف النوع ہیں ان پر کوئی عشر نہیں ہے۔

فصل: قابل عشر پیداوار

خود رو اشیاء پر عشر نہیں ہے۔ کیونکہ ان کی ملکیت حصول سے پہلے حاصل نہیں ہوتی جیسے بن کا پھل، مازو، خود رو کپاس، جنگلی جو، خود رو کپاس کے بیج، جنگلی مٹر کے بیج، گھاس اور وہ جڑی بوٹیاں جو بعض اوقات کارآمد ہوتی ہیں۔ اور ان سے ملتی جلتی زمینی پیداوار جن کا ذکر ابن حامد نے کیا ہے۔ ان میں عشر اس لیے نہیں کہ ان کی ملکیت ان کو اکٹھا کرنے کے بعد حاصل ہوتی ہے اور ان پر زکاۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب ان کا فائدہ ظاہر ہو جائے۔ اس صورت میں کہ وہ کسی کی ملک نہ ہو تو وجوب ثابت نہیں ہوتا۔ جیسے کہ اگر کوئی اٹھائی گیرہ سنبل چرالے تو اس پر زکاۃ نہ ہوگی۔ احمد نے اس کو منصوص کہا ہے۔ قاضی نے کہا ہے

کہ اگر یہ اشیاء کسی کی ملکیتی زمین میں پیدا ہوں تو اس میں زکوٰۃ مباح ہے اور شاید اس کی بنیاد انہوں نے اس قول پر رکھی ہے کہ جو کچھ کسی کو ملکیتی زمین میں پیدا ہو سبزی وغیرہ اسی پر عشر ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ ان اشیاء میں جو خودرو ہوں عشر نہیں ہے۔ اور وہ زمین جس کو لوگ کاشت کرتے ہیں مثلاً کسی کی زمین میں گندم یا جو کے بیج گر پڑے اور وہ اگ آئے اور فصل تیار ہوگئی تو اس میں عشر ہے کیونکہ وہ اس کا مالک ہے۔ اور اگر کسی نے کوئی فصل خریدی اس وقت جبکہ اس کا پھل ظاہر ہوچکا تھا یا کسی باغ کا پھل خریدا جبکہ پھل نمودار ہوچکا تھا کسی بھی طرح سے اس کی ملکیت اسے ملی تو اس میں زکاۃ واجب نہ ہوگی جیسا کہ اوپر ذکر ہوچکا ہے۔

فصلات، غلات وثمرات کے علاوہ دیگر اشیاء کا حکم

غلات اور ثمرات کے علاوہ دیگر اشیاء اگرچہ ناپی اور ذخیرہ کی جاسکتی ہوں ان میں عشر نہیں ہے اور کسی قسم کے پتوں میں بھی کوئی عشر نہیں۔ مثلاً بیری۔ خطمی۔ پودینہ وغیرہ۔ کیونکہ ان میں وجوب عشر کے لیے نہ تو قطعی نص موجود ہے اور نہ ہی معنوی۔ حضور علیہ السلام کے اس قول کہ پانچ وسق سے کم غلات اور ثمرات میں زکوٰۃ نہیں ہے سے یہ مراد لیا جاسکتا ہے کہ غلات اور ثمرات کے علاوہ کسی شے میں کوئی زکوٰۃ نہیں۔ ابن عقیل کا قول ہے کہ بیری کے پھل اور پتوں میں زکوٰۃ نہیں پھولوں میں بھی زکوٰۃ نہیں مثلاً زعفران گل خیری اور دیگر پھلی دار پودوں کے پھول کیونکہ یہ نہ تو غلہ ہیں، نہ ثمر اور نہ ہی یہ ناپے جاسکتے ہیں لہٰذا ان میں سبزیوں کی طرح زکوٰۃ نہ ہوگی۔ احمد کا ایک قول ہے کہ روئی میں کوئی زکاۃ نہیں اور

آپ ہی کا قول ہے کہ زعفران میں بھی زکوٰۃ نہیں۔ اور یہی خرقی کے قول کا مقصود ہے۔ اور ابوبکر نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ پھلوں، سبزیوں (مسالہ کے طور پر استعمال ہونے والی اشیاء مثلاً زیرہ سیاہ مرچ وغیرہ) میں زکوٰۃ ہے۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گندم جو کھجور اور انگور میں زکاۃ جاری فرمائی - اسی طرح حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے بھی روایت ہے اور احمد سے ایک روایت میں ہے کہ زعفران اور روئی میں زکاۃ ہے اسی لئے ابوالخطاب نے گل خیری اور دیگر رنگائی میں کام آنے والے پھولوں کو زعفران پر قیاس کرتے ہوئے ان پر زکوٰۃ لگائی ہے۔ احمد سے دو روایتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ چار اجناس کے علاوہ کسی شے پر زکوٰۃ نہیں ہے یہ کہ زکوٰۃ گندم جو سفید کھجور انگور مکئی جو سیاہ مسور چاول اور ہر وہ شی جو ان جیسی ہو اور ذخیرہ کی جا سکتی ہو اور جس میں پیمانہ جاری ہو سکتا ہو مثلاً لوبیا۔ تل اور پھلی دار اجناس تو ان میں واجب ہے اور وہ اجناس جن کا لین دین پیمانے سے نہ ہوتا ہو وہ اس زمرہ میں نہیں آتیں۔

فصل، نصابِ عشر

دوسرا حکم جو اس مسئلہ سے متعلق ہے وہ یہ کہ فصلوں اور پھلوں کی پیداوار جب تک پانچ وسق نہ ہو اس وقت تک اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور یہ قول اکثر اہل علم کا ہے جن میں ابن عمرؓ۔ جابر ابوامامہ بن سہل۔ عمر بن عبدالعزیز۔ جابر بن زید۔ حسن عطا مکحول۔ حکم۔ نخعی۔ مالک اور اہل مدینہ ثوری۔ اوزاعی اور ابن ابی لیلیٰ۔ شافعی۔ ابویوسف اور محمد شامل ہیں۔ بلکہ یوں کہئے کہ سوائے مجاہد اور امام ابوحنیفہ اور ان کے متعلقین کے تمام اہل علم کا اس پر اجماع ہے۔ مجاہد اور امام صاحب فرماتے

ہیں کہ حضورؐ کے اس ارشاد، جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ بارش سے سینچی جانے والی زمین میں عشر ہے، میں عموم ہے لہٰذا تھوڑی یا زیادہ جو بھی پیداوار ہو گی اس پر عشر ہو گا اس میں نہ تو سال گذرنے کا اعتبار کیا جائے گا اور نہ ہی کسی نصاب کا۔

لیکن ہمارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی قول کہ پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں حجت ہے۔ اور جس طرح چرنے والے اونٹوں میں اور غلاموں اور سونے چاندی میں آپ کے فرمان سے تخصیص کی گئی ہے۔ اسی طرح آپ کے اس فرمان سے زرعی پیداوار میں بھی تخصیص کی گئی ہے۔ چونکہ یہ بھی مال ہے اور مال میں صدقہ فرض ہے لیکن اس مال میں باقی اموال زکاتیہ کی طرح نہیں کیونکہ اموال زکاتیہ کی نمو سال کے اختتام پر گمان کی جاتی ہے اور زرعی اموال کی نمو کی تکمیل ان کا کٹنا ہے نہ کہ ان کا باقی رہنا لہٰذا نصاب مدت فصل کے کٹ کر تیار ہونے پر موقوف ہو گا۔ اور نصاب کا اعتبار اس لیے ہے کہ صدقہ اغنیاء پر واجب ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اور غنا اور فقر کا اعتبار نصاب کے بغیر ناممکن ہے۔ لہٰذا نصاب کا اعتبار تمام اموال زکاتیہ میں کیا جائے گا۔

فصل، نصاب کب معتبر ہو گا

پانچ وسق کا حساب اس وقت لگایا جائے گا جب غلات صاف کر لیے جائیں گے اور پھلوں کو خشک کر لیا جائے گا۔ اگر سبز انگور دس وسق ہوں اور خشک ہونے پر وہ پانچ وسق سے کم رہ جائیں تو ان میں زکاۃ نہ ہو گی کیونکہ وجوب زکوٰۃ کے لیے نصاب کا اعتبار ضروری ہے۔

اثرم سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ انگور اور کھجور میں سبز انگور اور تر کھجور کا بھی اعتبار کیا جائے گا اور ان سے سبز انگور اور تر کھجور بطور عشر لی جائے گی۔ اور اسی کو ابو بکر نے اختیار کیا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جو کچھ بھی فصل تیار ہوئی اسی کا عشر وصول کیا جائے گا۔

لیکن اگر پانچ وسق تر کھجور سے عشر وصول کیا گیا تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ خشک کھجور کے حساب سے یہ دسویں حصے سے زیادہ وصول ہو جائے گا اور یہ بات نص قطعی اور اجماع کے خلاف ہے یہ بات جائز نہیں کہ احمد اور امام صاحب کے قول کا یہ مطلب لیا جائے۔

فصل، عشر اور نصف عشر

جس فصل کی سینچائی بغیر کسی محنت کے ہو جائے اس میں دسواں حصہ ہے۔

یعنی بارش سے یا قدرتی بہنے والی نہروں سے یا دریا کے سیلاب سے یا دریا کے کنارے کی فصلیں کہ وہ دریا کے پانی کے قریب ہونیکی وجہ سے اس سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔ اسی طرح قدرتی نہروں اور چشموں کے قریب کی فصل وغیرہ۔ اور بیسواں حصہ ان فصلوں میں ہے جن کی سینچائی میں محنت مشقت اٹھانی پڑتی ہے۔ جیسے ڈول یا رہٹ وغیرہ سے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے، مالک ثوری۔ شافعی اور اصحاب الرائے وغیرہم سبھی اس کے قائل ہیں اور اس کی وجہ بخاری شریف میں موجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے کہ جس کی سینچائی بارش یا چشمے سے ہو یا وہ بارانی زمین ہو تو اس میں دسواں حصہ ہے۔ اور جو رہٹ سے سینچی جائے اس میں بیسواں حصہ ہے۔ اور مسلم میں روایت ہے کہ جو فصل کنوئیں سے سینچی جائے۔

اس میں بیسواں حصہ ہے۔

حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا اور فرمایا کہ بارش کی سینچی ہوئی فصل سے دسواں حصہ لینا اور ڈول سے سینچی گئی فصل سے بیسواں حصہ لینا۔ القصہ جو فصل محنت اور مشقت سے سینچی جائے خواہ ڈول سے یا کنویں سے یا رہٹ سے اس میں بیسواں حصہ ہے اور جو بغیر کسی تکلیف کے سینچی جائے اس میں دسواں حصہ ہے جیسا کہ ہم نے حدیث سے ثابت کیا۔ تکلیف تخفیفِ زکوٰۃ کے لیے مؤثر ہے اس لیے کہ زکوٰۃ اموال نامیہ میں واجب ہے اور تکلیف سبب ہے اموال کی نمو کا لہٰذا بسبب تکلیف واجب میں کمی ہو جائے گی، البتہ نہروں نالوں کی کھدائی عشر میں کمی کے لیے مؤثر نہ ہوگی کیونکہ اس قسم کی مشقت بہت کم ہے اور ہر سال نہیں کرنا پڑتی اس طرح کا اجراء انہار وغیرہ زمین کو قابل کاشت بنانے کی مد میں آتا ہے۔ بعینہٖ وہ کھال جو کھیت میں ہوتی ہے اس کے بنانے کی تکلیف بھی زکاۃ کم کرنے میں مؤثر نہیں ہے کیونکہ یہ سینچائی اور کھیت کی خوب صورتی کے لیے بنائی جاتی ہیں۔ اور اگر کسی نہر سے پانی کسی نالے کے ذریعے کھیت کے قریب کسی جوہڑ میں جمع ہو جاتا ہو اور کھیت میں نہ چڑھ سکتا ہو اور سینچائی کا پانی اس جوہڑ سے ڈول کے ذریعے یا دیگر ذرائع سے کھیت میں چڑھایا جاتا ہو تو اس سے زکاۃ نصف ہو جائے گی کیونکہ محض تکلیف زکاۃ کے نصف کرنے میں مؤثر ہے تکلیف بقدر یا پانی کا بُعد اور قرب اس میں معتبر نہیں ہے اور اصول یہ ہے کہ سطح زمین تک پانی کو پہنچانے کے لیے اس کو اٹھانا پڑتا ہو کسی نہ کسی

ذریعہ سے خواہ رہٹ یا ڈول ہو، یا کوئی اور ذریعہ۔

فصل، عشر کی وصولی کا وقت

غلات جب پک کر تیار ہو جائیں تب ان پر عشر واجب ہوتا ہے اور پھلوں پر اس وقت جب وہ اچھی طرح نمودار ہو جائیں۔

ابو موسیٰ کا قول ہے کہ غلات میں وجوب زکوٰۃ کا وقت ان کا کٹنا ہے بدلیل (وآتوحقه یوم حصاده) ترجمہ: جس دن فصل کاٹو اللہ کا حق ادا کر دو۔

اگر فصل یا پھلوں میں وقت وجوب زکوٰۃ سے پہلے کچھ استعمال کیا مثلاً جانور کو کھلا دیا یا کچا پھل تھوڑا بہت فروخت کر دیا تو اس میں زکوٰۃ نہیں یہ اسی طرح ہے جیسے کہ سال گذرنے سے پہلے کوئی جانور ذبح کر دیا یا بیچ دیا تو اس پر زکوٰۃ نہ ہوگی۔ اور اگر وقتِ وجوبِ زکوٰۃ کے بعد کچھ استعمال کیا تو اس میں زکاۃ ہوگی۔ اگر کوئی فصل یا پھل بغیر تلف کئے خود بخود تلف ہو جائے کسی آسمانی آفت سے یا اتنا کم ہو جائے کہ نصاب کو نہ پہنچے تو اس پر زکاۃ نہ ہوگی۔

جب پھلوں کا اندازہ کیا جائے اور وہ درختوں پر ہی چھوڑ دیئے جائیں تو ان کی حفاظت مالکان کے ذمہ ہے۔ لیکن اگر وصولی اور اندازے کی درمیانی مدت میں کوئی آفت آجائے اور پھل نہ رہیں تو وہ اندازہ شدہ پھل وصول نہ کیے جائیں گے۔ اس پر اجماع ہے۔

ابن المنذر کا قول ہے کہ اس پر بھی اجماع ہے کہ اگر اندازہ لگانے والا عامل اندازہ لگا دے اور اس کے بعد کوئی آفت آجائے تو مالک پر زکوٰۃ نہ ہو

گی بشرطیکہ یہ آفت کٹائی سے پہلے آئی ہو کیونکہ کٹائی سے پہلے تو وجوب زکاۃ ثابت ہی نہیں ہوتا۔ بعینہٖ اگر کوئی درختوں پر کھڑا ہوا پھل بیچے مگر خریدار کو دینے سے پہلے وہ تلف ہو جائے تو رقم واپس کرنا پڑتی ہے۔

قاضی کا ایک قول ہے کہ اگر بعد از اندازہ آفت آئے اور کچھ مال تلف ہو جائے اور کچھ بچ رہے تو جو بچا ہے اگر وہ نصاب کے برابر ہے تو اس میں زکاۃ ہے اور اگر وہ نصاب سے کم ہے تو زکاۃ نہیں ہے۔ اور یہ قول ان کے مطابق ہے جو کہتے ہیں کہ کٹنے کے وقت سے پہلے زکاۃ واجب نہیں ہے کیونکہ وجوب زکاۃ کے لیے نصاب شرط ہے پس جب نصاب ہی قائم نہ ہوا تو وجوب زکاۃ خود بخود مرتفع ہو گیا۔

کاشتکار نے دعویٰ کیا کہ اندازہ لگانے والے نے غلط اندازہ کیا ہے اور واقعتہً اندازہ کرنے والے نے غلطی کی ہو تو کاشتکار کی بات مانی جائے گی بغیر کسی قسم کے اور اگر اندازہ کرنے والے نے ٹھیک اندازہ کر دیا ہو اور کسی کے دعویٰ کی گنجائش نہ ہو مثلاً وہ کہے کہ محصل کا اندازہ نصف نصف غلط ہے یا اس سے ملتی جلتی بات کہے تو اس کی بات رد کر دی جائے گی کیونکہ اتنی بڑی غلطی کا احتمال نہیں ہے۔ اور اس کو جھوٹ سمجھا جائے گا البتہ اگر وہ یہ کہے کہ اس سے قبل مجھ سے کبھی اتنا وصول نہیں کیا گیا اس مرتبہ تو میری پیداوار کا کچھ حصہ تلف بھی ہو چکا ہے تو اس کی بات مان لی جائے گی۔

مسئلہ: زمین کی اقسام: زمین دو قسم کی ہے۔ ایک وہ جو صلح سے فتح

ہوئی ہو اور دوسری وہ جو جنگ سے فتح ہوئی ہو۔

جو صلح سے فتح ہوئی ہو وہ ساری زمین سابق مالکان کی ملکیت ہوگی وہ مقررہ خراج دیں گے اور یہ خراج جزیہ کے حکم میں ہوگا مگر جب وہ مسلمان ہو جائیں گے یہ خراج ان سے ساقط ہو جائے گا۔ وہ اس زمین کو بیچ سکتے ہیں، ہبہ کر سکتے ہیں۔ رہن رکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان کی ملک ہے۔ اور اگر ان سے بغیر خراج یا زمینی ٹیکس کے صلح ہوئی ہو کے جیسا کہ اہل مدینہ یا اس سے مشابہ دیگر علاقے کے لوگ اسی طرح وہ تمام زمینیں جن کے مالک مسلمان ہو گئے ہوں تو وہ ان کی ملک ہے وہ جس طرح چاہیں اسے استعمال کر سکتے ہیں ان پر کوئی خراج نہیں ہے۔

رہی دوسری قسم کی زمین جو جنگ کے بعد بزور شمشیر فتح ہو اور مجاہدین میں تقسیم نہ کی گئی ہو تو یہ تمام مسلمانوں کے لئے وقف ہو جاتی ہے۔ اور اس پر خراج مقرر کیا جاتا ہے جو ہر سال وصول ہوتا ہے۔ اور اس کو سابق مالکان کو اجرت پر دے دیا جاتا ہے۔ وہ ان کے پاس رہتی ہے جبتک خراج ادا کرتے رہیں چاہے وہ مسلمان ہوں یا ذمی ہو اور اس زمین سے خراج ساقط نہیں ہوتا اگرچہ اس کے سابق مالکان مسلمان ہی کیوں نہ ہو جائیں یا وہ کسی مسلمان کو دیدیں۔

سوائے خیبر کے علاقے کے کوئی بھی علاقہ جنگ کے بعد فتح ہو کر مجاہدین میں تقسیم نہیں ہوا۔ خیبر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصف بٹوارے پر دیدیا وہ خراج نہ تھا بلکہ مزارعت تھی۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں جب شام عراق اور مصر فتح ہوئے تو آپ نے اس میں سے کوئی زمین تقسیم نہیں فرمائی۔ ابو عبید نے کتاب الاموال میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ جابیہ تشریف لائے اور اس کی زمینیں مسلمانوں

میں تقسیم کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت معاذؓ نے کہا بخدا زمینوں کو اس طرح تقسیم کر دینا بڑی تکلیف دہ صورت حال پیدا کر دے گا۔ اور لوگوں میں ایک اضطرابی صورت پیدا ہو جائے گی۔ یہ ایک دوسرے کو ہلاک کرنا شروع کر دیں گے۔ اس زمین پر ایک ہی مرد اور دو عورت کا قبضہ ہو جائے گا۔ پھر ان کے بعد کے لوگ اسلام کے راستے میں رکاوٹ بن جائیں گے لہٰذا اس معاملے میں خوب غور و فکر کریں اور ما بعد و ماقبل کے معاملات پر سنجیدگی سے غور فرما کر فیصلہ فرمائیں۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ کی رائے حضرت معاذؓ کی رائے کے موافق ہو گئی۔

ماجشون سے روایت ہے کہ حضرت بلالؓ نے حضرت عمرؓ سے مفتوحہ زمین مجاہدین میں تقسیم کرنے کو کہا اور صرف پانچواں حصہ بیت المال میں رکھنے کا مشورہ دیا۔ لیکن حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں یہ ساری زمین فئے قرار دے چکا ہوں اور یہ عامۃ المسلمین کے لئے ہے۔ حضرت بلالؓ اور آپ کے ساتھیوں نے اس کی تقسیم پر اصرار کیا تو حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ بلالؓ اور اس کے ساتھیوں کی کفایت فرما۔ ماجشون کا قول ہے کہ ایک سال بھی گذرنے نہ پایا تھا کہ یہ سب اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

مسئلہ: جو زمین بعد از جنگ فتح ہوئی ہو اور وہ کسی طرح مسلم مالکان کے پاس اُجرۃً آجائے تو اس پر مقررہ خراج لگایا جائے گا اور اگر خراج کے بعد باقی ماندہ پیداوار پانچ وسق سے زیادہ ہو تو اس میں عشر واجب ہو گا اور اگر وہ نصاب کے برابر نہ ہو یا نصاب کے برابر تو ہو مگر غیر مسلم کے پاس ہو تو اس میں کچھ نہیں ہو گا۔ کیونکہ زکاۃ غیر مسلم پر فرض نہیں ہے۔ تمام اراضی خراجیہ کا یہی حکم ہے یہ قول عمر بن عبدالعزیز، زہری، یحییٰ انصاری ربیعہ، اوزاعی، مالک، ثوری، مغیرہ، لیث، حسن ابن صالح، ابن ابی لیلیٰ، ابن المبارک، شافعی،

اسحاقؒ ابی علید کا ہے۔ اصحاب الرائے یعنی احناف کا قول یہ ہے کہ حضورؐ کے اس فرمان کہ "کسی مسلمان کی زمین میں خراج اور عشر دونوں جمع نہیں ہوتے" کے مطابق اراضی خراجیہ پر عشر نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں حق سببی ہیں اور سبب ایک دوسرے کے متغائر ہیں لہٰذا جمع نہیں ہو سکتے اور ان کی باہمی مغائرت کی وجہ یہ ہے کہ خراج کی حیثیت سزا اور زمینی ٹیکس کی ہے۔ جبکہ عشر مال کو پاکیزہ کرنے اور شکرانہ ادا کرنے کے لئے ہے۔"

فصل، عشر زمین پر یا پیداوار پر؟

امام مالک، ثوری، شریک، ابن المبارک الشافعی اور ابن المنذر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص زمین ٹھیکے پر لے اور اس میں کاشت کرے اور پیداوار کا مالک بنے تو عشر بھی وہی ادا کرے گا اور مالک زمین پر عشر نہ ہوگا۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ عشر مالک پر ہوگا۔ کیونکہ ٹھیکہ دیتے وقت جو رقم اس نے وصول کی ہے وہ خراج الارض سے مشابہ ہے۔ پس جس نے خراج دے دیا اس پر عشر نہیں ہوگا۔

لیکن ہمارے نزدیک عشر چونکہ پیداوار پر ہے نہ کہ زمین پر اور مالک پر اس رقم کی زکوٰۃ ہے جس طرح تجارت کے اموال کی قیمت میں زکاۃ ہوتی ہے یا اگر وہ کوئی حصہ فصل کا لیتا ہے تو اس پر اس حصے کے مطابق ہے۔ ٹھیکیداری کو خراج سے مشابہ قرار دینے کی احناف کی رائے درست نہیں ہے کیونکہ خراج اہل ذمہ پر بقدر زمین ہوتا ہے اور عشر بقدر پیداوار اور خراج کے مصارف فئے کے مصارف والے ہوتے ہیں جبکہ مصارف زکوٰۃ دوسرے ہیں۔

اگر کسی نے زمین مستعار لی اور اس میں کاشت کی تو اس کی پیداوار کا عشر مستعار لینے والے پر ہوگا۔ کیونکہ وہ پیداوار کا مالک ہے۔ اور اگر کسی سے زمین

چھین لی اور اس میں کاشت کی تو عشر غاصب پر ہے کیونکہ وہ بوقت وجوب عشر اس کا مالک ہے اور اگر فصل پکنے سے پہلے اصل مالک نے زمین واپس لے لی تو عشر اصل مالک پر ہوگا۔ اور اگر فصل اٹھنے سے پہلے اور پکنے کے بعد اصل مالک کو قبضہ ملا تو عشر اصل مالک اور غاصب دونوں سے وصول کیا جا سکتا ہے۔ اصل مالک سے اس بنا پر کہ فصل ابھی کھیت میں ہے اور اس کو قبضہ مل چکا ہے اور غاصب سے اس بنا پر کہ فصل پک چکی ہے اور وجوب عشر فصل پکنے پر ثابت ہو جاتا ہے۔

اگر کسی نے مزارعت فاسدہ کی تو عشر فصل اٹھانے والے پر ہوگا اور اگر کسی نے مزارعت صحیحہ کی تو دونوں فریقین پر عشر بقدر حصہ ہوگا بشرطیکہ اس کے حصہ کی پیداوار بقدر نصاب ہو اور اگر کسی فریق کا حصہ بقدر نصاب نہ ہو تو اس پر عشر نہ ہوگا اور جس کے حصہ کی پیداوار بقدر نصاب ہو اس پر عشر ہوگا لیکن تمام حصہ داران کی پیداوار کو ملا کر نصاب پورا نہ کیا جائے گا کیونکہ صحیح یہ ہے کہ اختلاط سوائے جانوروں کے اور کہیں معتبر نہیں ہے۔

احمد سے مروی ہے کہ اگر کل پیداوار بقدر نصاب ہو تو عشر واجب الوصول ہوگا اور ہر حصہ دار اپنے حصہ کا دسواں حصہ دے گا اور اگر حصہ داروں میں سے کوئی ایسا ہو جس پر عشر واجب نہ ہو مثلاً ذمی یا مکاتب غلام تو مسلم یا آزاد حصہ دار پر بھی عشر نہ ہوگا جب تک کہ اس کے اپنے حصے کی پیداوار بقدر نصاب نہ ہو[1]

---

[1] ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ، المغنی والشرح الکبیر: ۲: ۵۸۴ تا ۵۹۲ (منتخب فصلیں) طبع مصر ۱۳۴۸ھ